ABC CERTIFIED

لاہور، اسلام آباد، راولپنڈی، گوجرانوالہ، پشاور اور کراچی سے شائع ہونے والا قومی اخبار

چیف ایڈیٹر
منور احمد

روزنامہ

سما لاہور

Daily SAMA

ایڈیٹر: عاطف سعید

جلد 10 | بروز 27 نومبر 2017ء، 8 ربیع الاول، 14 مگھر 2074ب صفحات 12 قیمت 10 روپے | شمارہ 283

تنے اور آلو کے کوڑھ کی بیماری

بیماری کی علامات نظر آتے ہی محکمہ زراعت پنجاب کے ماہرین کے مشورہ سے مناسب پھپھوندکش زہروں کا سپرے کیا جائے

نوید عصمت کاہلوں

آلو نہ صرف دنیا بلکہ پاکستان کی اہم ترین فصلوں میں سے ایک ہے آلو کو ایک طرح سے مکمل غذا کہا جاسکتا ہے جو تمام سبزیوں میں غذائیت اور وافر دستیابی کی وجہ سے برتر حیثیت کی حامل ہے۔ آلو انسانی خوراک میں توانائی حاصل کرنے کا سستا ترین ذریعہ ہے۔ آلو کو ایک طرح سے مکمل غذا کہا جاسکتا ہے۔ یہ نشاستہ، وٹامنز خاص طور پر وٹامن سی اور بی-1 اور نمکیات کا بھرپور ذریعہ ہیں۔ آلو میں 20.6 فیصد کاربوہائیڈریٹس، 2.1 فیصد پروٹین، 0.3 فیصد چکنائی 1.1 فیصد ریشہ پایا جاتا ہے اور اس میں ضروری امائینو ایسڈز مثلاً لیوسین، ٹرپٹوفین اور آئسولیوسین کی بھی اچھی خاصی مقدار موجود ہوتی ہے۔ جن ممالک میں لوگوں کی خوراک متوازن نہیں ہے، وہاں ان کی خوراک میں آلو کا استعمال اس کو متوازن بنانے میں خاطر خواہ مدد دے سکتا ہے۔ آلو کی فصل پر بہت سے ضرر رساں بیماریاں حملہ آور ہو کر فصل کو نقصان پہنچاتی ہیں اور پیداوار میں کمی کا باعث بنتی ہیں۔ آلو کا اگیتا جھلساؤ ایک پھپھوندی الٹرنیریا سولانی سے پھیلتی ہے اس بیماری کی وجہ سے گہرے بھورے رنگ کے ہم مرکز دھبے پتوں کے حاشیوں پر رونما ہوتے ہیں اور پتے مڑ کر سوکھ جاتے ہیں بعض اوقات بیماری سے تنے بھی متاثر ہو جاتے ہیں پودوں کے بیماری سے متاثر ہونے کی وجہ سے آلوؤں پر سیاہ اور خشک دھبے بن جاتے ہیں اور زیادہ دیر تک رکھنے کے قابل نہیں رہتے گرم اور مرطوب موسم بیماری پھیلنے کے لئے سود مند ہے۔ پرنم اور خشک موسم کے آگے پیچھے آنے سے یہ بیماری زیادہ پھیلتی ہے لیکن اگر درجہ حرارت گر جائے تو یہ بیماری رک جاتی ہے۔ شدید حملے کی صورت میں پودا جھلسا ہوا نظر آتا ہے۔ فصل ختم ہونے پر اس کی باقیات کو جلا دیا جائے۔ متاثرہ کھیتوں میں 2 سے 3 سال تک آلو کی فصل کاشت نہ کی جائے۔ اس بیماری کا حملہ ہونے کی صورت میں محکمہ زراعت پنجاب کے ماہرین کے مشورہ سے مناسب زہروں کا سپرے کیا جائے۔ آلو کے پچھیتا جھلساؤ کی بیماری پھپھوندی فائٹوفتھورا کی ایک مخصوص قسم کی وجہ سے پھیلتی ہے۔ زیادہ نمی اور کم درجہ حرارت میں اس بیماری کا حملہ بڑھ جاتا ہے۔ شروع میں چھوٹے اور پیلے رنگ کے دھبے ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ دھبے ہوا میں زیادہ نمی کی وجہ سے بھورے یا سیاہ زخموں میں بدل جاتے ہے اور یہ زخم زیادہ تر پتوں کے کناروں پر نمایاں ہوتے ہیں۔ اس بیماری کا حملہ زیادہ ہونے کی صورت میں پودوں کے گچھے مڑنے سے سپرٹ جیسی مخصوص بو آتی ہے۔ اس بیماری کی وجہ سے آلو کی سطح سیاہ رنگ کی ہو جاتی ہے اور آلو باہر سے اندر کی طرف گلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس بیماری کے کنٹرول کے لئے آلو کا بیج ہمیشہ تصدیق شدہ فصل سے حاصل کیا جائے۔ فصل ختم ہونے پر باقیات کو اکٹھا کر کے جلا دیا جائے۔ جڑی بوٹیوں کی تلفی کی جائے اور قوت مدافعت رکھنے والی اقسام کاشت کی جائیں۔ اس بیماری سے متاثرہ کھتوں میں 2 سے 3 سال تک آلو کی فصل کاشت نہ کی جائے اور فصلوں کا مناسب ہیر پھیر کیا جائے۔ فصل پر بیماری شروع ہوتے ہی بلکہ شروع ہونے سے پہلے اگر زیادہ نمی اور دھند ہو تو محکمہ زراعت پنجاب کے ماہرین کے مشورہ سے مناسب زہروں کا سپرے کیا جائے اور 7 سے 10 دن کے وقفے سے دہرایا جائے۔ آلو کی سفوفی مانا کی بیماری جراثیم کی قسم سیوجو سپورا سب ٹرینیا کی وجہ سے پھیلتی ہے۔ اس بیماری سے آلو پر پھپھی نما بھورے چھوٹے دانع ظاہر ہوتے ہے جو بعد میں پھوڑے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جن میں سفید رنگ کا سفوف دکھائی دیتا ہے۔ اس بیماری کی روک تھام کے لئے بیج ہمیشہ تصدیق شدہ فصل سے حاصل کریں اور قوت مدافعت رکھنے والی اقسام کاشت کی جائیں۔ آلو کی عمومی مانا کی بیماری جراثیم کی ایک قسم سٹرپٹومائیسز کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس بیماری سے پودے متاثر نہیں ہوتے بلکہ جب کھدائی کے وقت آلو نکالتے ہیں تو آلوؤں پر بھورے رنگ کے سخت کارک نما گہرے دھبے نظر آتے ہیں۔ یہ دھبے بڑھ کر آپس میں مل جاتے ہیں اور پھوڑے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اس بیماری کے کنٹرول کے لئے بیج ہمیشہ تصدیق شدہ فصل سے حاصل کیا جائے۔ یہ بیماری تیزابی خاصیت کو برداشت نہیں کر سکتی۔ آلو کے بیج کو کسی مناسب زہر کے 2 گرام فی لٹر پانی کے محلول میں 5 منٹ تک بھگو کر کاشت کیا جائے۔ آلو کی سیاہ سڑانڈ کی بیماری بیکٹریا کی قسم ارونیا کی وجہ سے آلو کی فصل پر حملہ آور ہوتی ہے۔ اس بیماری کے حملے کے باعث زمین سے اوپر کا تنا سیاہ رنگ کا ہو جاتا ہے اسی لئے اس کو سیاہ سڑانڈ کہتے ہیں۔ تنے کو دبانے سے سیاہ رنگ کا مواد نکلتا ہے جو اس بیماری کی خاص علامت ہے۔ اس بیماری کی روک تھام کے لئے صحت مند اور بیماری سے پاک بیج کا استعمال کیا جائے۔ بیماری کی علامات نظر آتے ہی محکمہ زراعت پنجاب کے ماہرین کے مشورہ سے مناسب پھپھوندکش زہروں کا سپرے کیا جائے۔ تنے اور آلو کے کوڑھ کی بیماری پھپھوندی کی ایک مخصوص قسم رائیزوکٹونیا سولانی کی وجہ سے پھیلتی ہے۔ اس کے جراثیم زمین میں موجود رہتے ہیں اور اس بیماری کا شکار اگنے والے پودوں پر حملہ زیادہ ہوتا ہے جس سے فصل کا اگاؤ متاثر ہوتا ہے۔ اگر اس کا حملہ ہو تو زیر زمین جڑوں اور زمین کے قریب تنے پر بھورے رنگ کے دھبے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ دھبے اوپر کی طرف تنے کے ساتھ بڑھنا شروع ہو جاتے ہیں جس سے پودوں میں خوراک بنانے کا عمل متاثر ہوتا ہے اور پودے سوکھ جاتے ہیں۔ اگر آلو پر اس بیماری کا حملہ ہو تو ان کی بیرونی سطح پر سیاہ ابھرے ہوئے کھردرے بنتے ہیں۔ اس بیماری کے کنٹرول کے لئے ہمیشہ تصدیق شدہ فصل کا بیج استعمال کیا جائے۔ فصل کی باقیات کو جمع کر کے جلا دیا جائے۔ متاثرہ کھیتوں میں 2 سے 3 سال تک آلو کی فصل کاشت نہ کی جائے اور فصلوں کا مناسب ہیر پھیر کیا جائے اور قوت مدافعت رکھنے والی اقسام کاشت کی جائیں۔

-0-0-0-

محکمہ زراعت پنجاب نے کپاس کی آف سیزن مینجمنٹ کی حکمت عملی جاری کر دی

کپاس کی فی ایکڑ پیداوار میں مزید اضافے اور آئندہ بھی بہترین قیمت کے حصول کے لیے ٹھوس لائحہ عمل اختیار کرنا انتہائی ضروری ہے۔ محققین کی سفارشات کی روشنی میں محکمہ زراعت پنجاب نے کپاس کی آئندہ فصل کی بہتر پیداوار کے حصول کے لیے جامع حکمت عملی مرتب کی ہے جسے آف سیزن مینجمنٹ قرار دیا گیا ہے۔ کپاس کی آخری چنائی کے بعد آف سیزن مینجمنٹ نہایت ضروری ہے۔ آف سیزن مینجمنٹ کے پچھلے سال بھی بہترین نتائج برآمد ہوئے ہیں۔

اس مینجمنٹ سے نہ صرف کپاس کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے بلکہ کپاس خطرناک کیڑوں خصوصاً گلابی سنڈی کے نقصان سے محفوظ رہی ہے۔ جس وجہ سے کسان کو کپاس کی اچھی قیمت مل رہی ہے۔ کپاس ہمارے ملک کی زراعت میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ پاکستان کی معیشت کا زیادہ تر انحصار کپاس کی فصل پر ہے۔ کپاس کی مجموعی پیداوار کا تقریباً 80 فیصد پنجاب میں ہوتا ہے۔ کپاس کی اچھی اور بہتر پیداوار حاصل کرنے کے لئے مختلف عوامل اور مراحل اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کپاس کی فصل پر گلابی سنڈی کے حملہ کے پیش نظر موسم سرما کے دوران موثر حکمت عملی اپنا کر آئندہ کپاس کی فصل کو گلابی سنڈی کے نقصان سے بچایا جا سکتا ہے۔ گلابی سنڈی نومبر میں سرمائی نیند کی حالت میں چلی جاتی ہے اور موسم سرما جڑے ہوئے ٹینڈوں، چھڑیوں پر بچے کھچے ٹینڈوں اور جننگ فیکٹریوں کے کچرے میں خوابیدہ حالت میں گزارتی ہے۔ سرمائی نیند سوئی ہوئی سنڈیوں کے پروانے بننے کا انحصار زیادہ تر درجہ حرارت پر ہے۔ مناسب درجہ حرارت میسر آنے پر پروانے بننا شروع ہو جاتے ہیں جو فصل کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ کاشتکار موسم سرما کے دوران درج ذیل حکمت عملی اپنا کر آئندہ آنے والی کپاس کی فصل کو گلابی سنڈی کے نقصان سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ چنائی مکمل ہونے پر چھوٹے اور متاثرہ ٹینڈے اچھی طرح توڑ لیے جائیں بعد ازاں ٹینڈوں کو دھوپ میں پھیلا کر پوری طرح کھلنے کے بعد پھٹی کو الگ کر لیا جائے اور بچے ہوئے مواد کو جلا دیا جائے۔ آخری چنائی کے بعد کھیتوں میں بھیڑ بکریاں چرائیں تاکہ بچے ٹینڈے جانوروں کی خوراک بن سکیں اور گلابی سنڈی کے لاروے کا خاتمہ ہو سکے۔ جن کھیتوں میں کپاس کی فصل پر گلابی سنڈی کا حملہ ہوا ہو وہاں گرے ہوئے ٹینڈے تلف کرنے کے بعد کھیتوں کو روٹاویٹ کر دیا جائے تاکہ بچے ہوئے مواد میں سے موجود سنڈیاں تلف ہو جائیں۔ کپاس کی چھڑیاں کاٹ کر استعمال کر لی جائیں اور ڈھیر لگاتے وقت چھوٹے گٹھوں کی حالت میں اس طرح رکھیں کہ چھڑیوں کے مڈھ نچلی طرف ہوں تاکہ دھوپ کی وجہ سے ان چھڑیوں میں موجود سنڈیاں اور لاروا تلف ہو جائیں۔ مناسب وقفہ سے چھڑیوں کی ڈھیریوں کو الٹ پلٹ کرتے رہیں۔ کپاس کی چھڑیوں کی کٹائی زمین کی سطح کے برابر یا گہرائی سے کی جائے اور کپاس کے کھیتوں میں گرے ہوئے ٹینڈوں، مڈھوں اور جڑی بوٹیوں کو روٹاویٹر یا مٹی پلٹنے والا ہل چلا کر زمین میں ملا دیا جائے۔ جننگ فیکٹریوں میں موجود ٹینڈے، بیج اور کچرا وغیرہ اکٹھا کر کے تلف کر دیں۔ جن علاقوں میں کپاس کی چنائی کا عمل جاری ہے وہاں پھٹی کی صاف اور آلائشوں سے پاک چنائی پر خصوصی توجہ دی جائے تاکہ کپاس کی بہتر قیمت مل سکے۔

ڈرپ اریگیشن سسٹم کی تنصیب پر 60 فیصد جبکہ سولر پینل کی تنصیب کے لیے 80 فیصد سہولت

محکمہ زراعت پنجاب کے ترجمان نے کہا ہے کہ ڈرپ نظام آبپاشی ایک جدید نظام آبپاشی ہے۔ اس نظام کے تحت تمام پودوں کو ایک ہی وقت میں پانی اور کھاد مل جاتے ہیں اور کاشتکار کا وقت بھی ضائع نہیں ہوتا۔ روایتی طریقہ آبپاشی میں پانی ضائع ہونے کے ساتھ مناسب وقت پر فصل کو دستیاب نہیں ہوتا جبکہ ڈرپ اریگیشن سسٹم سے پانی کی درست فراہمی تمام پودوں کو ایک ہی وقت پر ہو جاتی ہے۔ ترجمان نے مزید کہا کہ حکومت پنجاب ڈرپ اریگیشن سسٹم لگانے پر 60 فیصد سہولت فراہم کر رہی ہے جبکہ باقی 40 فیصد کاشتکار ادا کرے گا۔ ڈرپ اریگیشن سسٹم ایک صاف ستھرا اور آسان نظام ہے جس میں کھالے بنانے کی فکر نہیں ہوتی اور نہ ہی پانی لگانے کا مسئلہ ہوتا ہے۔ اس طریقہ میں کھاد، وقت، مزدوری اور پانی کی 50 فیصد تک بچت ہوتی ہے۔ ڈرپ آبپاشی کے نظام میں پانی قطروں کی صورت میں براہ راست پودوں کی جڑوں میں داخل ہوتا ہے۔ اس طرح غیر ضروری جگہوں پر پانی نہ جانے سے پانی کی بچت ہوتی ہے اور غیر ضروری جڑی بوٹیوں کی نشوونما بھی کم سے کم ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس نظام کے ذریعے پانی لگانے کے لیے درکار وقت بھی روایتی طریقہ آبپاشی کی نسبت کم ہوتا ہے۔ ڈرپ آبپاشی میں کھاد اور دیگر زرعی ادخالات برابر مقدار میں پودوں کی جڑوں میں داخل ہوتے ہیں اس لیے پودوں کی بہتر نشوونما ہوتی ہے۔ ایسی زمینیں جو غیر ہموار، پوٹھوہاری یا ریگستانی ہوں وہاں ڈرپ نظام آبپاشی ایک بہترین نظام آبپاشی ہے۔